

بسم الله الرحمن الرحيم

عصر حاضر کا جدید چیلنج

۳۰۲۶



اور

اہل مدارس کی ذمہ داریاں

حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حنفی ندوی صاحب

الحمد لله رب العلمين والصلوة والسلام على
سيد المرسلين وختام النبین محمد وآلہ وصحابہ اجمعین
ومن تبعهم باحسان ودعا بدعوتهم الى يوم الدين
اما بعد!

یہ ناچیز اپنے اور اپنے رفقائے کارکی طرف سے حضرات
ارکان انتظامی کا جو اپنا قیمتی وقت لکال کر اور سفر کی زحمت
برداشت کر کے اس مجلس انتظامی میں شرکت کے لئے تشریف
لائے ہیں خیر مقدم کرتا ہے ، اس چیزہ اور ممتاز و منتخب مجمع کو
دیکھ کر آپ سے اجازت چاہیوں گا کہ ادارہ کے انتظامی امور اور
مشورہ اور فیصلہ طلب انتظامی و تعلیمی معاملات کے محدود دائرة سے
ہدیہ بطور صدقہ جاریہ ایک روپیہ

ذرا ہٹ کر ان ہتھاں اور حالات کی طرف بھی اشارہ کروں اور اپ کی توجہ منعطف کراؤں جو اس ادارہ کے گرد و پیش اور محل و مقام ہی نہیں ملک و ملت کو بھی درپیش ہیں، اور ان سب پر اثر انداز ہیں، اور کوئی ادارہ، تحریک، تنظیم اور کوئی اکائی (UNIT) یا معاشرہ (SOCIETY) حتیٰ کہ دین و ملت بھی ان خارجی اثرات، عوامل و طاقتات، خطرات و تهدیات آنکھیں نہیں بند کر سکتے۔ (CHALLENGES)

حضرات! ہمارے اسلاف کرام اور اپنے وقت کے علمائے عظام نے دین کی تعلیم کے جو ادارے (مدارس دینیہ عربیہ) قائم کئے تھے وہ دراصل اپنے اپنے وقت پر اور اپنی اپنی جگہ پر اسلام کے قلعے تھے اور ان کو انھیں لفظوں اور اسی تعبیر سے یاد کرنا چاہیئے۔

ان باعث نظر اور موفق من اللہ باتیان و موسیٰ مدارس نے (جن میں سرفراست اور نمایاں تر حضرت مولانا محمد فاسیم نانو توی اور حضرت مولانا سید محمد علی موئگیری ہیں) اپنی پیش بینی بلکہ فرات ایمانی، اپنے راجح علم اور گھرے مطالعہ، قوت مشاہدہ اور قیاس و استنتاج کی وہی صلاحیت سے اپنے ملک و مقام بلکہ گرد و پیش کی دنیا اور رواں دواں زمانے اور تاریخ کا حقیقت پسندانہ جائزہ لیا، اور وہ اس نتیجہ پر پہنچے کہ نہ صرف انقلاب سلطنت بلکہ

تمدن و تہذیب، تعلیم و ثقافت کی تبدیلی اور سیاسی و اقتصادی عوامل کے اثر سے ملت کی نئی نسل کو ذہنی و فکری ارتداو بلکہ (حاکم بدھن) دینی و ایمانی ارتداو، انحراف ہی نہیں، تحریف اور دینی حمیت ہی نہیں دین و ملت سے انتساب تک سے تبریزی اور شرمندگی، جسرو اعلان سے بچانے کے لئے ایسے مرکز کی ضرورت ہے جہاں علم راخ و ایمان راخ ان پر فخر و شکر اور دین پر شباث و استقامت ہی نہیں بلکہ ان کی اعلانیہ دعوت و تبلیغ کا مزاج پیدا ہو اور جہاں تک ملی شخص اور شریعت پر (عقائد و اصول سے لے کر تہذیب و معاشرت اور عائلی زندگی و قانون تک) ان میں استقامت ہی نہیں غیرت و حمیت اور فخر و شکر ہو، اور وہ دین کے ایک نقطہ سے بھی دست بردار ہونے کے لئے تیار نہ ہوں۔

یہ ایک تاریخی حقیقت ہے جس کا تعلق کسی جماعتی عصوبیت اور تقلیل سے نہیں کہ ان فضلانے مدارس نے یہ فرض (علی حسن مراتب و توفیق) کامیابی سے انجام دیا، اور ان کی وجہ سے ابھی تک اس پر صغیر ہند میں بڑی حد تک ملی شخص اور اعتقادی، فکری، تہذیبی اور اخلاقی امتیاز پایا جاتا ہے اور بڑی بات یہ ہے کہ ایک بڑے دائرہ میں اس کے عقائد محفوظ ہیں، دین کے فرانپش و ارکان زندہ ہیں، مسجدیں آباد ہیں اور مرکز اسلام جزیرہ العرب اور حجاز مقدس سے حج و عمرہ کے ذریعہ، محبت و عقیدت

کے ذریعہ (اور ایک خاصہ دائرة میں) عربی زبان اور علوم دینیہ کے ذریعہ ربط قائم ہے۔

ان دینی قائدین، اہل غیرت و حمیت مسلمانوں اور علماء و دینی رہنماوں نے اپنے اس دینی جذبہ، ملی غیرت، اور دینی فراست اور پیش بینی کو ہندوستان ہی تک محدود نہیں رکھا، بلکہ اس سے عالم اسلام کے وسیع دائرة میں بھی کام لیا، اس سلسلہ میں تحریک خلافت، ترکوں کی حمایت اور جزیرۃ العرب کے تقدس کی حفاظت تک ان کی سعی، دلچسپی اور سرگرمی محدود نہیں تھی، اس کا تفصیل سے ذکر کرنے کی ضرورت نہیں کہ اس کی تاریخ بہت کچھ محفوظ ہے اور جو حضرات یہاں تشریف رکھتے ہیں ان میں سے بہت سے اس کے شاہد عینی اور معاصر رہ چکے ہیں، اور بہت سے حضرات نے اس کو علی سبیل التواتر سنا ہے اور وہ اس کی طاقت اور ہمہ گیری سے واقف ہیں۔

یعنی یہ بات بہت سے لوگوں کے ذہنوں میں محفوظ نہیں ہو گی کہ ہندوستان کے علماء اور مدارس کے فضلاء نے علمی و تکمیری اور تصنیفی طور پر بھی ہندوستان اور بیرون ہند میں اکٹھنے والے صیبی حملوں اور لشکریکی و انتشار انگلیز لشیپر کا ایسا مقابلہ کیا جس کو خالص مسلمان آشتیت کے مکلوں اور علمی و دینی مرکزوں میں بھی جماں صدیوں کی پرانی اور عالمگیر شرت رکھنے والی جامعات اور

تصنیفی سراکر قائم ہیں اعتراف کیا، اس سلسلہ میں ہم ان نادره روزگار تصنیفات کا تذکرہ نہیں کریں گے جو ہندوستان کے اسلامی عہد میں وجود میں آئیں اور فضائلے عرب بلکہ انہم فن نے بھی ان کی انفرادیت اور بے نظری کا اعتراف کیا۔

ان میں ایک حضرت مولانا رحمت اللہ صاحب کیرانوی (۱۳۰۸ھ) کی بے نظری کتاب ”اطھار حق“ ہے جس میں انا جیل اور مذہب عیسوی پر ایسی ناقدانہ نظر ڈالی گئی ہے جو ریاضی کے شانخ کی طرح (کہ دو دو چار ہی ہوتے ہیں اور چار چار آٹھ ہی ہوتے ہیں) انا جیل کے بیانات میں تضاد و تناقض ثابت کیا ہے جن کا جواب اب تک مسیحی دنیا اور کمیسا کے فضلاء نہیں دے سکے، راقم نے خود الگستان سے لکھنے والے ایک انگلیزی اخبار میں پڑھا کہ ”جب تک اس کتاب کی طبع و اشاعت کا کام جاری رہے گا عیسائیت کی تبلیغ نہیں ہو سکے گی“۔

دوسرہ کارنامہ مولانا شبی نعمانی کا ہے کہ جب مشہور مصری مسیحی فاضل مورخ و ادیب جرجی زیدان کی کتاب تاریخ التمدن الاسلامی لفکی جس میں اسلامی تمدن پر ایسے محتاط اور سلیقہ مندانہ طریقہ پر حملے کئے گئے تھے جن سے پڑھنے والوں کا ذہن اسلام کے دین حق ہونے اور زندگی کا بہترین دھانچہ دینے کی صلاحیت سے محروم نظر آنے لگتا ہے، مولانا شبی علیہ الرحمہ نے

اس کا بڑی قابلیت اور سلیقہ مبتدی سے جواب دیا اور کتاب ”الاستفادہ علی تاریخ التمدن الاسلامی“ کے نام سے شائع ہوئی، جس کی داد فضلاً عرب حتیٰ کہ علامہ سید رشید رضا مرحوم نے بھی دی۔

ان مدافعانہ اور جوابی علمی کوششوں کے علاوہ ہندوستان کے فضلاء اور محققین کے اور متعدد علمی کارنائے اور تحقیقی و تقابلی مطالعہ کے نمونے ہیں جن کی مثال عالم عربی میں بھی ملتی مشکل ہے، ہم یہاں پر چند کتابوں کے نام پیش کرتے ہیں:-

مولانا سبیلی کی ”الجزیة فی الاسلام“ مولانا سید ندوی کی ”خطبات مدرس“ اور ”ارض القرآن“ مولانا عبد الماجد دریا بادی کی انگریزی اردو ترجمہ اور تفسیر جن میں جدید ترین معلومات و تحقیقات کی روشنی میں قرآن کا اعجاز اور سحف سماویہ پر تقویق ثابت کیا گیا ہے، ایسے ہی ان کی کتاب مشکلات القرآن، مولانا عبدالباری ندوی کی کتاب ”منہج و عقیدت“ وغیرہ۔

اب اس حقیقت کو پیش نظر رکھتے ہوئے کہ علمائے ہندو فضلاء مدارس نے کبھی بیرونی اسلامی ممالک سے آنکھیں بند نہیں کیں، وہاں اٹھنے والے فتنوں، تسلیکی حملوں اور الحادو لاویزیت اور ”قومیت عربیہ“ کی خطرناک اور بعد نتائج رکھنے والی مخالف اسلام دعوت کو نظر انداز نہیں کیا، اس سلسلہ میں (معدارت کے ساتھ)

لیکن افطراراً اور ضرورتاً یہ عرض کیا جاتا ہے دارالعلوم ندوۃ العلماء کے فرزندوں اور فضلاء نے ہمیشہ ان بیرونی فتنوں کا نوٹس لیا، جو مرکز اسلام میں ارتیاب اور تزلزل پیدا کرنے والے بلکہ نصرانیت، یہودیت اور لا دینیت کے لئے راستہ کھونے والے تھے، اس سلسلہ میں ندوہ سے لگنے والے رسائل "البعث الاسلامی" اور "الراہند" کو فراموش اور نظر انداز نہیں کیا جا سکتا، جن سے سلیمان الطبع، اسلام پسند عرب بڑے متاثر ہوئے ہیں، پھر مرحوم عزیز القدر محمد الحسینی کے رسائل اور کتبیں جن میں "اسلام امتحن" اور "اسلام میں لاؤ نعم" خاص طور پر قابل ذکر ہیں، جن میں سے بعض کتابوں کو پڑھتے ہوئے راقم نے بعض عرب فضلا اور قائدین کو اشکیار اور ترویدہ دیکھا ہے، اسی مقصد کے لئے منی ۱۹۹۵ء میں مجلس تحقیقات و نشریات اسلام دارالعلوم ندوہ کے احاطہ میں قائم ہوئی اور اس نے عربی، انگریزی، ہندی اور اردو میں وہ لشیچر شائع کیا جو بہت موثر اور اسلام کے بارہ میں غیر مسلموں تک کے دل میں وقعت و احترام پیدا کرنے والا ثابت ہوا، ابھی حال میں خاکسار نے ان دعویٰ رسائل و خطبات کا جائزہ لیا جو عربی میں لکھے گئے تھے تو ان کی تعداد بہتر لگی، جن میں بہت سے ممالک عربیہ میں بھی شائع ہوئے ہیں، اور شوق سے پڑھے گئے ہیں۔

اب اس تاریخی جائزہ اور علمائے ہند اور فضلاء مدارس

کی وسیع ذمہ داریوں اور کوششوں کے مپس منظر اور روشنی میں مقتندر اراکین کی خدمت میں ان چند الحادی و ارتضادی کوششوں کا ذکر کیا جاتا ہے جو مغرب میں اسلامی ممالک کو عمومیت کے ساتھ اور ممالک عربیہ کو (جن کو قیامت تک کے لئے دین کا منع اور مادی بنایا گیا ہے) نہ صرف اسلامی و دینی حیثیت و عزت سے محروم کرنے بلکہ اسلام سے انتساب تک کے منکر ہونے اور اس کی تختیر و تذلیل کرنے پر آمادہ کرنے کے لئے شروع کی گئی ہیں۔

اس سلسلہ میں پہلی حقیقت کا (جو اکشاف کا درجہ نہیں رکھتی بلکہ اب مشابہہ اور حد تواتر تک پہنچ گئی ہے) ذکر کیا جاتا ہے، وفی ذالک عبرة لا ولی الابصار۔

واقعہ یہ ہے کہ یہودی دماغ اور ذکارت (جس کو عربی میں شطرارت کے لفظ سے تعبیر کیا جاتا ہے) اور میکھی طاقت و اقتدار اور وسائل و اثرات، دونوں اس وقت اسلام کی پیغام بخشی اور اس سے ہمیشہ کے لئے چھٹی پانے کی کوشش میں ہمنوا اور دمساز بن گئے ہیں۔

یہودی صدیوں پہلے سے دنیا کو شطرنج کی ایک ایسی بساط بنانا چاہتے ہیں جو بالکل ان کے قابو میں ہو اور جس مہرہ کو چاہیں وہ کہیں سے اٹھا کر کمیں رکھ سکیں، اور ان کی کتابیوں سحفلہ تلمود اور ”بر توکولات حکماء نہیں“ میں اس کی تصریحات موجود ہیں،

اور وہ اس مقصد کو اخلاقی پستی بے ضمیری اور نفس پرستی پیدا کر کے بھی حاصل کرنا چاہتے ہیں۔

جہاں تک عیسائیوں کا تعلق ہے وہ فلسطین میں اسرائیل کی حکومت قائم کر کے اب مشترک و متحد طریقہ پر اس مقصد کے حصول میں شریک ہیں یہاں پر صرف ایک امریکی فاضل ہموار زوئر ZWEMER (۱۹۵۲) کا ایک اقتباس پیش کیا جاتا ہے جو ان کی اس تقریر سے مانوذ ہے جو مسیحی مبلغین کی کانفرنس میں انہوں نے کی تھی۔

”ہر میدان عمل میں ہماری سرگرمیاں ایسی ہوئی چاہیں کہ جن کا اصل نشانہ نو خیر مسلم نسل ہو اور جو مسلمانوں کے باہمی روابط میں انتشار پیدا کر دے تاکہ ان کا درروائیوں کے شکنجه میں مسلمان جکڑ کر رہ جائیں اور ہماری یہ کوششیں انہیں لخت لخت اور پارہ پارہ کر دیں، نیز یہ بھی ضروری ہے کہ اسلامی ممالک میں اس عمل کو دیگر امور پر مقدم رکھا جائے، کیونکہ اس نسل جدید کے سینتوں میں اسلام کی روح پیدا ہو گئی تو اسلام ایک بار پھر اپنے غفوں شباب کے ساتھ منصہ شہود پر جلوہ آرا ہو گا، لہذا اس نازک صورت حال میں ضروری ہے کہ نو خیر مسلم نسل کو اس کے فقط اعتقاد و ارجاع سے بعید و بے گانہ بنا دیا جائے، قبل اس کے کہ اس کی عقلی و فکری پاییدگی تکمیل کے مرحلہ میں داخل ہو“

حضرات! ان کوششوں کے نتائج ترقی یافتہ ممالک عربیہ میں ظاہر ہو گئے ہیں اور آنکھوں سے دیکھتے جا سکتے ہیں، ان کا اولین اثر یہ ہے کہ دین کی حمیت اور اسلام پر افتخار جدید تعلیم یافتہ طبقہ میں کمزور و ناور اور صاحب اقتدار طبقہ میں معدوم و مفقود ہے، لادینیت، لشکر و ارتیاب، مغربی تمدنیب و اقتدار سے تنفس اور جذبہ جہاد اور شوق شہادت تو بڑی چیزوں میں ان عربی ملکوں میں تو اب ان چیزوں سے استکاف اور مغربی تمدنیب و اقتدار سے بیزاری اور ان سے آزاد ہونے کی سعی و جد بھی ختم ہوتی جا رہی ہے حکومت کا رخ آزادی و نامذہیت (SECULARISM) کی طرف ہوتا جا رہا ہے، قرآن مجید کا اعجاز تھا کہ اس نے سورہ فاتحہ ہی میں جو ہر نماز میں پڑھی جاتی ہے شدید اعتقادی تناقض و تضاد کے باوجود (جو یہودیوں اور عیسائیوں میں پایا جاتا ہے) دونوں کا نام ساختہ لیا ہے اور دونوں کے اثر سے پختے کی طرف اشارہ کیا ہے، صراط الذین انعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولاالضالین۔

بعض عرب ملکوں میں جن میں (تونس والجزائر پیش پیش ہیں) دین اور اہل دین سے کھلی محاذ آرائی اور دوسرے ترقی یافتہ عرب ملکوں میں صاحب اقتدار طبقے اور جدید تعلیم یافتہ

نوجوانوں میں ایسے حالات دیکھنے میں اور ایسے اقوال سننے میں آنے لگے ہیں جن سے پیشانی پر پسینہ ہی نہیں آنکھوں میں آنسو آجائے ہیں ابھی حال میں دارالعلوم کے ایک استاد ایک تعلیمی اجلاس رابطہ الجامعات الاسلامیہ کے اجلاس میں شرکت کے لئے رقم کے نمائندہ بن کر گئے تھے انہوں نے اپنے سفر کی جو روادا پیش کی ہے اس کو پڑھ کر خاص طور پر جو مصر کی تاریخ سے واقف ہے یا وہاں جا چکا ہے اور کچھ عرصہ رہ چکا ہے اندوں میں اور لرزہ براندام ہو جاتا ہے لیکن اس کے ساتھ یہ بھی واقعہ ہے کہ وہاں اور دوسرے عرب ملکوں میں بھی اس کا رو عمل پایا جاتا ہے۔ اسلامی اور دعویٰ کتابیں کثرت سے مقبول ہو رہی ہیں، انبیاء کے قصہ کی کتاب گھروں میں کثرت سے پڑھائی جاتی ہے ان سب کے پیش نظر مایوسی کی کوئی وجہ نہیں ہے البتہ دعویٰ جدوجہد، انقلاب کی کوشش اور اسلام کی ابدیت اور ہر زمانہ میں اس کی ضرورت پر اعتقاد پیدا کرنے کے لئے علمی و دعویٰ تحریک پیدا کرنے اور پھیلانے کی ضرورت ہے۔

اس صورت حال کو جو سخت ول خراش اور باعث شرم ہے اتنی تفصیل سے بیان کرنے کی ضرورت اس لئے محسوس کی گئی کہ ہمارے مدارس عمومیہ میں جس کے متعدد ذمہ دار اور سپرست یہاں موجود ہیں عربی زبان کی تعلیم کو اس معیار پر پہنچانے کی

ضرورت ہے کہ ممالک عربیہ اور ترقی یافتہ اسلامی ممالک میں خطاطہ اور کتابتہ دعوت کا کام کر سکیں اور وہ عرب نوجوانوں اور فضلاء نے اہل لفڑ و اہل قلم کو بلکہ صاحب اختیار طبقہ کو بھی متاثر کر سکیں، ہمارے عربی مدارس کے ذمہ داروں کو اس مشعل پر سنجیدگی پر غور کرنے اور عمل کرنے کی ضرورت ہے کہ اب یہ ناپسندیدہ اثرات خیج کی ریاستوں، کویت، بھرین وغیرہ اور کسی حد تک (حاکم بدہن) سعودی عرب میں بھی پہنچ رہے ہیں۔

دوسرा مجاز جس کا مقابلہ کرنے کے لئے ہمارے فضلاء کو تیار ہونا اور رہنا چاہیئے وہ ہندو اجتماعیت (HINDU REVIVALISM) کی زردست تحریک ہے جس کا مقصد یہ ہے کہ مختصر لفظوں میں اس ملک کو اسپیں بنا دیا جائے جہاں صرف نسلی حیثیت سے مسلمان رہیں باقی ان کی تہذیب و معاشرت اور عالمی قانون، اور ہو سکے تو اعتقادی سانچہ بھی بدل دیا جائے اور وہ کسی مرحلے پر پہنچ کر ہندو دیو ملا (HINDU MITHALOGY) کو قبول کر لیں اس کے لئے نصاب تعلیم، ذرائع املاخ اور سیاسی اثرات سے بھی کام لیا جا رہا ہے اور اس کے اثرات بھی نظر آنے لگے ہیں۔

پہلے پرستل لا میں مداخلت کے لئے اقدام کیا گیا تھا اور بعض خلاف شرع اور منافی شرع عدالتی فیصلے کئے گئے تھے، لیکن

اللہ تعالیٰ نے مولانا سید منت اللہ رحمانی امیر شریعت بمار و فرزند مولانا سید محمد علی مونگیری کے دربے بلند فرمائے کہ انہوں نے مسلم پر سنل لا یورڈ قائم کر کے اور ایک ہند گیر موم چلا کر اس خطرہ کا فی الحال سدباب کر دیا، لیکن ابھی حال میں یونیفارم سول کوڑا کا تکفوفہ چھوڑا گیا خدا کا شکر ہے کہ اس کی بھی ملت اسلامیہ ہندیہ نے بالعموم اجتماعی طور پر مخالفت کی اور امید ہے کہ انشاء اللہ وہ عمل میں نہ آسکے گا۔

ان سب خلائق، واقعات، خطرات اور انذارات کو سامنے رکھ کر آخر میں یہ عرض کرنا ہے کہ ہمارے مدارس عربیہ و دینیہ میں ان خلائق و خطرات کو سامنے لانے اور مدارس کے فضلاء کو ان کا مقابلہ کرنے کے لئے تیار اور سرگرم بنانے کی ضرورت ہے، ندوۃ العلماء (جو انہیں خلائق و خطرات کے شعور و علم اور ان کا مقابلہ کرنے کے عزم کے تیج میں وجود میں آیا) مجلس انتظامی میں جس میں منتخب و ممتاز علماء و دانشور شریک ہیں پیش کرنے کی جرات کی گئی جس کے لئے معافی بھی چاہی جاتی ہے اور توجہ و حسن استیاع کا شکریہ بھی ادا کیا جاتا ہے۔

وَمَا النَّصْرُ إِلَّا مَنْعِنَ اللَّهَ

بِشَكْرِيَہ پندرہ روزہ تعمیر حیات لکھنؤ

۲۵ جولائی ۱۹۹۵ء

سفر میں ذکر کی فضیلت

○ جو شخص اپنے سفر میں تہائی کے وقت اللہ تعالیٰ کے دھیان اور اس کے ذکر میں مشغول رہتا ہے تو اللہ تعالیٰ ایک فرشتہ اس کا سفر فرمادیتے ہیں اور جو شعر و شاعری افسوس و نعمیات میں صروف رہتے ہیں اس اللہ تعالیٰ اکٹھے شیطان لگایتے ہیں۔ (حسن حصری)

○ الحمد کی حدیث کا مفہوم ہے کہ رسول اللہ علیہ وسلم نے قرآن کریم پر جو شخص تین مرتبہ اللہ کا اکابر "الحمد لله رب العالمين" کا اعلان کیا تھا اس کی طرف رحمت کیا تھا متوجہ ہو گا اور اس کے فعل پر اللہ تعالیٰ بہت بھی راضی ہوتا ہے۔

○ حسن حسین میں ہے جب سواری پر میڈیج جائے تو میں مرتبہ "الله اکابر" کہے اور یہ دعا پڑھے۔ بُشَّحَنَ الَّذِي سَخَّرَ لِنَا هَذَا وَعَاهَدَ اللَّهُ مُقْرِنٌ وَّإِنَّ اللَّهَ رَبِّنَا لَمْ يَنْقَلِبُونَ (پاک ہے وہ ذات جس نے اس (سواری) کو ہمارے قابو کر دیا (روزہ) ہم اس کو اپنے قابو میں نہیں لاسکتے تھے اور بے شک ہم اپنے پروردگار کے پاس ضرور ثبوت کر جائیں گے)۔

○ بلند می پر چڑھے تو "الله اکابر" اور جب اپر سے نیچے آتے (یعنی اونچائی سے) تو "سبحان الله" جب کسی واڈی یا (کھلے میدان) میں پہنچے تو لا إله إلا الله اکابر کہے اور اگر سواری کے بیانوں کو مشکوک لگے (حداد و غنیمہ) تو فوراً "بِسْمِ الله" کہے "کیا پتہ کون بالحمد آخری ہو"

صد یقائق طہست

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ۲۵۸ مارچ ۱۹۷۰ء میں ترجمہ کرای ۱۹۷۰ء

التجھیز

تو غنی از بہر دو عالم من فقیر

ام مولائے کشمکش ابوداؤل خالموں سےستی بے پڑاہ اور غنی بے اور میں ایک لامپار عاجز ایمان اور فرشتے بے فواہوں

روزِ محشر عذر ملائے من پدری

میری عاجزاً ذخالت بے کرد فیقت میری تصریروں کا ذریثہ انہیں پڑیا بنتا اور اپنے عذکر کرم اور وحشیتے نازنا

گر تو می بلیتی حسامیم نا گزری

لب خرت، اگر تو ذکر کے کاری ذریعہ میں اس بحکمہ ہے اگر یہ ذریعہ پہنچوں میں نہ رکھتا تو اسکے لئے اسی میں اس کا عاجزاً ذخاست قبول فرما

از زگاہِ مصطفیٰ پیہاں بگیر

میر احمدی اگلے جنہیں مصطفیٰ کو سلطنت دیں اور پرکشیدوں سے لفظی ایسا سرکشی کیا تھی کہ ذریعہ اپنی اکابریت کا سامنا کر سکوں یعنی ("اقبال")

صَلَوةُ الْمُنْتَهَا
صلوةُ المُنْتَهَا
صلوةُ المُنْتَهَا
صلوةُ المُنْتَهَا

۲۵۸ کارڈن ایٹ زندگی کے کریمی

ہر قسم کا جوا حرام ہے

پر اس بونڈ کے نمبروں کی خرید و فروخت مطلقاً جوا ہے
اس کی خرید و فروخت اور دلآلی بھی حرام ہے

بینکوں میں رقم رکھنے کی بجائے بانٹ خریدنے کا رجحان
سکھر ۲۵ جون (تامنگاں قومیاتے ہوتے بینکوں سے زکوٰۃ کشنا سے قبل سیونگ اور
تفصیل نقصان کی بنیاد پر کھاتوں سے کثیر رقم نکال لی گئی ہے اور بعض بینکوں سے زکوٰۃ کی مدد
کی تمام رقمات نکال لی گئیں اور زکوٰۃ کشنا کے بعد جو رقم والپس ہوئیں ان میں تقریباً چھیز
فیصد رقم کھاتوں میں دوبارہ جمع نہیں کرانی گئی ہیں۔ اور رقم سے بانٹ خریدنے کا رجحان
روز پر روز بڑھتا جا رہا ہے اور لوگ اب بینکوں میں رقم رکھنے کے بجائے بانٹ خرید کر رکھنے میں
زیادہ چیزی رکھتے ہیں جس سے ایک طرف نورم محفوظ رہتی ہے اور دوسری طرف انعامات کی
بھی امید رہتی ہے اور بانڈوں کے بغیر فروخت کرنے کا ناجائز کاروبار و بدن بدن بڑھ رہا ہے
اور لوگ اس کاروبار میں زیادہ سے زیادہ چیزی لے رہے ہیں۔ اس میں لوگ انعامی بانڈوں
کو خریدنے کے بجائے ان کے بغیر خریدنے ہیں اور اگر ان نمبروں میں ان کا انعام انکل آتا ہے تو
 بغیر فروخت کرنے والا شخص انتہائی دیانتداری سے اپنا مقرہ گیشن کاٹ کر انعام کی رقم
اس شخص کے حوالے کر دیتا ہے جس کے بغیر پر انعام نکلا جائے۔ اس کاروبار میں متوسط طبقے
کے لوگ بے پناہ چیزی لے رہے ہیں اور انعام کی لایچ میں کئی کمی پڑا تو پی کے بغیر خریدنے ہیں۔
(جذک کرائی، ۲۹ جون ۱۹۶۹)

پر اس بونڈ کے نمبروں کی خرید و فروخت اور اس کی دلآلی کرنا بلاشبہ جو ہے (الآلات والاعمال کو رجی کرائی)

متبعی اوس النظر اپنیں

۳۵۸ کاروبار میں ایسٹ نزد سہیم کرائی... ۱۹۶۸

صلی اللہ علیہ وسالم

القادر پرنٹنگ بریس فووی : ۷۷۲۴۷۲۸